بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم. اما بعد!

''توحید'' دین اسلام کی بنیاد اور اس کا اصل الاصول ہے۔شرک اس کی ضد اور تمام اعمال کے بطلان وحبط کا سبب ہے۔شرک کی ابتداء اس وقت ہوئی جب انسان نے خودساختہ وخودتراشیدہ دیوتاؤں، دیویوں (انبیاء اور اولیاء) کو نظام کائنات کو چلانے اور اسے قائم ودائم رکھنے والا سمجھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے بار بار انسانوں کو یہ بات سمجھا دی کہ اس پورے نظام ہستی کو بحسن وخوبی رواں دواں رکھنے والی ذات قوت ایک اللہ کی قوت ہے اور وہ اس عمل میں کسی کی مدد ومعاونت کا بھی محتاج نہیں ہے۔وہی الحی القیوم ہے جس نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو کھڑا کر رکھا ہے،شمس وقمر اپنے محور ومدار میں اسی کے حکم وتقدیر کے مطابق اپنے مستقر کی طرف گامزن ہیں۔جس نے اس بات کو مان لیا اور اس پر یقین کرلیا وہ موحد کہلایا اور جس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی بار ہا تبلیغ وتلقین کے باوجود اللہ کے افعال واوصاف میں دوسروں کو شریک ومددگار سمجھا وہ مشرک بن کر ہمیشہ جہنم کی آگ میں اور معافی ومغفرت سے محروم رہا۔

جس طرح کائنات کی تخلیق اور اس پورے نظام کو جاری وساری رکھنے میں اللہ تعالیٰ اکیلا وتنہا ہے، اسی طرح احکام وشریعت دینے میں بھی مکمل اختیار صرف اُسی کو حاصل ہے۔جس طرح خارجی کائنات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو کسی بھی قسم کے اختیارات کا مالک ماننا شرک ہے اسی طرح احکامات اور شریعت سازی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مختار سمجھنا بھی شرک فی الاطاعت کہا جاتا ہے اور ایک لحاظ سے شرک فی الصفات بھی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود کو خالق وحاکم کہا ہے: **الا له الخلق و الامر**۔

لہٰذا حکم کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس میں کسی اور کو سمجھے اور بغیر سمجھے شریک ماننا،کرنا، زبان سے اقرار ہو یا نہ ہو عملاً ایسے افعال کو سرانجام دینا،شرک فی الحکم ہے مسلمانوں میں عام طور پر مزارات، درختوں، ستاروں، چاند، سورج یا کسی بھی چیز کی پوجا کو شرک کہا جاتا ہے اور اس سے اجتناب کیلئے تقاریر وتحریرات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے مگر اس شرک کیساتھ ساتھ **شرک فی التحکیم** کی طرف توجہ بہت کم دی جاتی ہے۔اس لئے مسلمانوں کی اکثریت اس بات

سے واقف ہی نہیں کہ **شرک فی التحکیم** بھی شرک کی کوئی قسم ہے اور یہ بھی شرک فی الصفات میں شامل ہے۔

شرک فی التحکیم کے متعلق عرب مصنّفین کی کتب ورسائل کثیر تعداد میں موجود ہیں مگر اردو زبان میں اس موضوع پر بہت کم مواد دستیاب ہے۔ درد دِل رکھنے والے چند نوجوانوں نے ابوالمنذر کی کتاب ''**الحکام العلمانیون**'' جو کہ اس موضوع پر مختصر مگر جامع اور مدلل کتاب ہے اردو میں شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا اس اہم عربی تصنیف کو اردو قالب میں ڈھالنے کے لئے حتی الوسع آسان وسلیس زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں حکمرانوں کے خلاف قتال و جہاد کے فتاویٰ جات درج ہیں۔ اگرچہ بعض قارئین اس قسم کے فتاویٰ کو شدت پسندی سے تعبیر کریں گے مگر جس ماحول میں جن حالات میں یہ کتاب لکھی گئی ہے وہ حکمران ایسے ہی ہیں کہ جن کے خلاف قتال جائز ہے کہ وہ اسلامی مما لک میں غیروں کے ایجنٹ بن کر حکومت کرتے رہے ہیں اور اسلام کی بیخ کنی کی کوششیں کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اسی لئے ماضی اور حال میں علمائے حق نے ان کے خلاف اتنا سخت موقف اپنایا۔ جس طرح مصنف نے وضاحت وتفصیل سے بیان کیا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ کتاب کے مصنف، مترجم اور ناشران کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور قارئین کو کماحقہ مستفید فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین .

انسان کو اکیلے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اس انسان کے تابع کیا ہے۔ تخلیق ایک اللہ کرتا ہے اور اس کیساتھ اور کوئی اس عمل میں شریک نہیں ہے،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿**مَآ اَشْھَدْ تُّھُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِھِم وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا**﴾ (سورۃ الکھف آیت: ۵۱)

''میں نے انہیں زمین و آسمان اور ان کی اپنی تخلیق نہیں دکھائی تھی اور میں وہ نہیں کہ بہکانے والوں کو اپنا مددگار بناؤں۔''

نیز فرمایا: ﴿**قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللہِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَھُم. فِیْھِمَا مِنْ شِرْکٍ وَّمَا لَہٗ مِنْھُم مِّنْ ظَھِیْرٍ**﴾ (سورۃ سبا آیت: ۲۲)

''(اے محمد ﷺ) ان سے کہہ دیجئے جنہیں تم اللہ کے سوا کچھ سمجھتے ہو انہیں پکارو وہ آسمانوں یا زمینوں میں ذرہ برابر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔''

جب اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے، اس پوری کائنات کو اس کے تابع کیا ہے تو لازمی سی بات ہے کہ انسان کو یوں ہی بیکار و بے مقصد تو پیدا نہیں کیا۔ نہ ہی اسے آزاد چھوڑا ہے بلکہ اس کی رہنمائی کے لئے کتابیں نازل کیں، رسول بھیجے اور ان کتب و رُسل کا اختتام قرآن اور سید البشر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿**لٰکِنِ اللہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ وَکَفٰی بِاللہِ شَھِیْدًا**﴾ (سورۃ النسآء آیت: ۱۶۶)

''اللہ اس پر گواہی دیتا ہے جو تیری طرف نازل کیا ہے کہ یہ اُسی نے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ گواہ بس ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلا یَعلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ﴾(سورۃ الملک آیت:۱۴)

''کیا وہ (اللہ) نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین باخبر ہے۔''

اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے کہ انسانوں کیلئے کیا بہتر ہے لٰہذا اس نے انسانوں کی دنیوی واخروی مفادات کی حفاظت کا ضامن دین نازل کیا ہے اور ان کیلئے ایسے قوانین بنائے ہیں کہ جن کی مدد سے یہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں کو سنوار سکتے ہیں، اپنی زندگی کی بے رنگ تصویر میں خوبصورت رنگ بھر سکتے ہیں۔

﴿صِبْغَۃَ اللہِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ﴾

(سورۃالبقرۃ آیت:۱۳۸)

''رنگ تو اللہ کا ہے، اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے؟ ہم تو اُسی کی عبادت کرتے ہیں۔''

اب اس بات کے ثبوت کیلئے کوئی ایسے دلائل کی بھی ضرورت نہیں ہے، جس کے پاس عقل سلیم ہے وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ جس اللہ نے پیدا کیا ہے، جس اللہ کی ہم مخلوق ہیں ہم پر حکم بھی اسی کا چلنا چاہیئے

﴿اَلا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾(سورۃالاعراف آیت:۵۴)

''سنو! اسی (اللہ) کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم کرنا۔ بابرکت ہے وہ اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

جس اللہ نے انسان کا جسم، روح، عقل، طاقتیں، صلاحیتیں، حواس وغیرہ سب پیدا کئے ہیں، اسی اللہ کو ہی حق حاصل ہے کہ وہ ان اشیاء کے مناسب احکام بھی دے مگر افسوس کی بات ہے کہ اتنی آسان سی بات بھی ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی جو بصیرت و بصارت سے محروم ہو چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔ اب ایسے لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ دین کا سیاست سے کیا واسطہ؟ دین اقتصادی اُمور سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ دین کا ملکی، اندرونی اور خارجی اُمور میں کیا دخل ہے؟

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کفار کی روش اختیار کر لی ہے جو انبیاء سابقہ کے دشمن تھے، جب اللہ کے پیغمبر سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید اور ناپ تول کرنے کی دعوت دی تو قوم نے کہا:

﴿اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّکَ لَاَنْتَ

الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ (سورۃ ھود آیت:۸۷)

"کیا تیری نماز تجھے یہ حکم کرتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے مال میں جو کچھ کرتے ہیں وہ چھوڑ دیں؟ تو بڑا باوقار اور نیک چلن ہے۔"

جناب شعیب علیہ السلام کو باوقار اور نیک چلن بطور استہزاء یعنی مذاق اڑانے کے لئے کہتے تھے۔ آج کل بھی دین کی طرف دعوت دینے والوں کو ایسی ہی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ اب بھی لوگ مختلف طریقوں اور باتوں سے داعیان حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا ان کے دل بھی ان کافروں کے دلوں کی طرح ہو گئے ہیں؟ یہ لوگوں کی جہالت ہے کہ دین اسلام کو زندگی کے چند گوشوں تک محدود سمجھتے ہیں یا اخبارات و رسائل میں ایک چھوٹی سی جگہ کونے میں یا بکس میں قرآن کی آیت یا حدیث کا ترجمہ و تفسیر دیدیتے ہیں یا حکومتیں اس کے لئے چند اُمور تک محدود اختیارات والی وزارت یعنی وزارتِ اوقاف بنا دیتی ہیں یا چند عائلی قوانین بنا کر سمجھتے ہیں کہ اسلام نافذ ہو گیا اور ملک کے باقی سارے معاملات انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔

جب حالات اس نہج پر پہنچ جائیں تو پھر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

(سورۃ الانفال آیت:۳۸)

"ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا نافذ ہو جائے۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"جب کچھ دین اللہ کا اور کچھ غیر اللہ کا چل رہا ہو تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے جب تک کہ صرف اللہ کا دین نافذ نہ ہو جائے"

(مجموع الفتاوی 28/469)

یہاں تک کہ ملک کے ہر شعبہ میں نشریات و اخبارات و رسائل تک اسلامی اقدار کیلئے ہوں اور معاشرے کے تمام شعبے اللہ کے دین کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں۔ اور اگر مسلمان مسجد اور سینما میں تقسیم ہوں، اخبارات و رسائل میں چند صفحات اسلامی فتاویٰ کے اور کچھ شوبز کے، کچھ کھیلوں کے ہوں، مسلمان اللہ اور انسانوں کے حکم کے درمیان منقسم ہوں تو

اللہ کی غیرت اپنی توحید کے لئے جوش میں آئے گی اور وہ اپنے بندوں کو حکم کرے گا کہ اس تضاد کو معاشرے سے ختم کر دیں۔

ہم اس رسالہ میں یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ شخص خود کو اسلام پر نہیں سمجھ سکتا جس نے اللہ کے احکام کے مطابق حکم، فیصلہ اور حکومت کرنا چھوڑ دیا اور ان کے لئے کوئی دوسرا قانون اختیار کرلیا اگر چہ وہ نماز پڑھے، روزے رکھے، خود کو مسلمان سمجھتا رہے۔ ایسے شخص کے ساتھ قتل کرنا، اسے مسلمان ملک کے کسی بھی عہدے سے ہٹانا اور اس کی جگہ کسی صحیح مسلمان کو ذمہ داری دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ شریعت پر دل سے ایمان لانا ضروری ہے اور دلی ایمان کا اظہار اپنے ظاہری اعمال سے کرنا یعنی دل میں اگر ایمان ہے تو عمل سے ثابت کرنا ضروری ہے۔ یہی اصل اطاعت ہے۔ اہل سنت والجماعت ایمان کیلئے دل کے یقین کیساتھ ساتھ عملی اطاعت کی شرط بھی لگاتے ہیں۔ (اس کے متضاد گمراہ فرقہ ''مرجئہ'' کا عقیدہ یہ ہے کہ عمل جیسا بھی ہو صرف دل سے تصدیق ضروری ہے)۔

اگر ایک شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر عملی طور پر اسے ثابت نہیں کرتا تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہوگی کہ وہ حقیقت میں اسلام کے تابع نہیں۔ اس کے دل میں شریعت کی محبت نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جب وہ شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے وحکومت نہیں کرتا تو گویا شریعت کا مذاق اڑا رہا ہے یا شریعت کو بہتر اور قابل تعریف تو سمجھتا ہے مگر یہ بھی سمجھتا ہے کہ اسلام زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ موجودہ دور میں اسلامی شریعت نافذ نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ خیالات ہیں تو ایسا شخص واضح طور پر شریعت اسلامی کا منکر یعنی کافر ہے اور اپنے کفریہ عقائد میں بہت آگے تک جا چکا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا قول ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے پیغمبر جناب سلیمان علیہ السلام کی مملکت میں رائج جادو کی پیروی کی اور اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا، گویا انہیں خبر ہی نہیں، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، یہ لوگ کافر ہیں''

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

''اگر اسلام کا عقیدہ دل میں ہو مگر دل کا عمل مفقود ہو جائے تو ایسے آدمی کے بارے میں اہل سنت اور ''مرجئہ'' فرقے کا اختلاف ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اس کا ایمان ختم ہوگیا، صرف دل سے تصدیق کوئی فائدہ نہیں کرے گی جب تک کہ دل کا عمل بھی نہ ہو۔ (دل کے عمل سے مراد محبت و جھکاؤ

ہے) جس طرح کہ ابلیس، فرعون اوراس کی قوم، یہود اور وہ مشرکین جو رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر یقین رکھتے تھے، بلکہ اعلانیہ اس کا اقرار بھی کرتے تھے؛ وہ کہتے تھے کہ رسول جھوٹے نہیں ہے مگر ہم اس کی اتباع نہیں کرسکتے، اس پر ایمان نہیں لاتے''۔

(کتاب الصلاۃ ابن القیمؒ ص:54)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

یہ بات سب کو معلوم ہونی چاہیئے کہ ایمان کے لئے زبان سے اقرار لازم ہے، صرف دلی طور پر تصدیق کافی نہیں ہے۔ اقرار دل کی تصدیق کے تحت ہے اور دل کا عمل اطاعت اور جھکاؤ ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا ہے اور جو بھی آپ ﷺ نے حکم دیئے ہیں ان کو ماننا جس طرح کہ اللہ کے اقرار کا معنی ہے: اس کی ذات کا اعتراف اور اس کی عبادت کرنا۔ کفر کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نہ ماننا چاہے وہ جھٹلا رہا ہو یا تکبر کی وجہ سے یا انکار اور اعراض کی وجہ سے ہو، یہ کفر ہے۔ جس کے دل میں تصدیق اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جھکاؤ و اطاعت نہ ہو وہ کافر ہے''۔ (مجموع الفتاوی 7/ 638-639)

الصارم المسلول میں فرماتے ہیں:

''جو اللہ کے حکم کی تابعداری نہیں کرتا وہ یا تو جھٹلانے والا ہے، یا اس کی اطاعت کا منکر ہے اور یہ دونوں صورتیں کفر کی ہیں''۔ (ص 499)۔

اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ یا حکومت نہ کرنے والوں کے کفر کے دلائل

اب ہم وہ دلائل ذکر کرتے ہیں جو ایسے شخص کو جو اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے اور حکومت نہیں کرتا کافر اور واجب القتل ثابت کرتے ہیں:

نمبر1۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾

(سورۃ النسآء آیت: ۶۵)

''(اے محمد ﷺ) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی و متنازعہ معاملات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کن اتھارٹی نہ تسلیم کرلیں اور پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دل میں کسی قسم کی خلش محسوس نہ کریں، اُس (فیصلے) کو مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔''

حصاصِ احکام القرآن میں لکھتے ہیں: یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے اللہ یا اس کے رسول ﷺ کے کسی حکم کو نہیں مانا، اسے ردّ کردیا، وہ اسلام سے خارج ہے چاہے اس نے شک کی بنیاد پر ردّ کیا ہو یا اُسے قبول کرنا نہیں چاہتا یا تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔

اس معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک صحیح تھا کہ وہ اس شخص کو مرتد کہتے تھے جو زکاۃ کا انکار کرتا تھا، اس کے قتل اور بیوی بچوں کو قیدی بنانے کو جائز کہتے تھے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جس نے رسول ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے۔ اب آیت میں یہ تاویل نہیں کرنی چاہیئے کہ یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے یا اس سے لغوی ایمان مراد ہے۔

نمبر2۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾ (سورۃ المائدہ آیت: ۵۰)

''کیا یہ لوگ جاہلیت کے فیصلے و احکام چاہتے ہیں؟ اللہ سے بہتر حکم کرنے والا کون ہے یقین کرنے والی قوم کے لئے؟''

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کررہا ہے جو اس کے ایسے احکام کو چھوڑ رہے ہیں جن میں ہر قسم کا خیر ہے۔ ہر قسم کے شر سے روکنے والے ہیں، ایسے احکام کو چھوڑ کر لوگوں کی خواہشات، ان کی آراء اور خود ساختہ اصطلاحات کی طرف جاتے ہیں جس طرح دورِ جاہلیت کے لوگ اسی طرح کے جاہلانہ اور گمراہ کن احکامات کو نافذ کرتے تھے جو انہوں نے اپنی خواہشات اور آراء سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اور جس طرح کے فیصلے اور احکامات تاتاری کرتے تھے جو انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لئے تھے۔ چنگیز خان نے تاتاریوں کے لئے یاسق وضع کیا تھا۔ یاسق اس مجموعہ قوانین کا نام ہے جو چنگیز خان نے

مختلف مذاہب، یہودیت، نصرانیت اوراسلام وغیرہ سے لے کرمرتب کیا تھا۔اس میں بہت سے ایسے احکام بھی تھے جو کسی مذہب سے ماخوذ نہیں تھے وہ محض چنگیز خان کی خواہشات اوراس کی صوابدید پر مبنی تھے۔ یہ کتاب بعد میں قابل اتباع قرار پائی اور وہ اس کتاب کو اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے احکامات پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ان میں سے جس جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے جب تک کہ توبہ کر کے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے احکام کی طرف نہ آئے اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ کرے''۔(تفسیر ابن کثیر ج ۲:۷۷)

شیخ محمد حامد الفقیؒ امام ابن کثیرؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو انگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اوراپنے مالی، فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اوران انگریزی قوانین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات پر مقدم رکھتے ہیں۔ایسے لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد اور کافر ہیں جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے۔وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں، انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں سے جتنے چاہیں عمل کر لیں، وہ سب کے سب بیکار ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج وعمرہ وغیرہ''۔(فتح المجید ص 838)۔

علامہ شیخ احمد شاکرؒ (سابق چیف جسٹس اُردن) فرماتے ہیں:

''لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کا نفاذ واضح کفر ہے، اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل یا عذر قابل قبول نہیں ہے اگرچہ اس کے نافذ کرنے والے اوران پر عمل کرنے والے خود کو مسلمان بھی کہلائیں مگر درحقیقت وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہیں جب تک کہ وہ (لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کو) صحیح سمجھ رہے ہیں اوراس کے تابع ہیں۔ ہر مسلمان کو اپنی فکر کرنی چاہیئے، اس کفر سے خود کو بچانا چاہیئے، ہر شخص اپنے آپ کا ذمہ دار ہے۔علماء کرام کو چاہیئے کہ حق بیان کریں بغیر کسی ڈروخوف کے اور جس چیز کی تبلیغ کا ان کو حکم ہے۔انہیں چاہیئے کہ اسے بلاکم وکاست لوگوں تک پہنچائیں۔

(عمدۃ التفسیر 4 / 174)

نمبر 3. اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللہُ فَاُوۡلٰٓئِکَ ھُمُ الۡکَافِرُوۡنَ ﴾

(سورۃالمائدہ آیت: ۴۴)

''جولوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے یا حکومت نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔''

اس آیت کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کفر کے بھی درجات ہیں، کچھ کفر کم اور کچھ زیادہ ہوتا ہے''۔

اس اثر کی سند میں ہشام بن مجیر ہے جس پر محدثین کا کلام ہے اور اگر سنداً صحیح ثابت بھی ہو جائے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کسی واقعہ میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ ہوا تو وہ کم درجہ کا کفر ہوگا ورنہ ہمیشہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔ یہ اثر اس بات کے لئے دلیل نہیں ہے کہ اگر لوگ اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین پر فیصلے کریں لیکن پھر بھی ان کو کافر نہ کہا جائے بلکہ ''کفر دون کفر'' ہی کہا جائے؟

ہماری اس بات کی تائید سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے جو علقمہ اور اسود نے روایت کیا ہے، جب ان دونوں نے ان سے رشوت کے متعلق پوچھا تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو حرام ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا فیصلہ کرنے کی وجہ سے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''فیصلہ کرنا تو کفر ہے'' پھر یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللہُ فَاُوۡلٰٓئِکَ ھُمُ الۡکَافِرُوۡنَ ﴾

(سورۃالمائدہ آیت: ۴۴)

حالانکہ رشوت لینے والا قاضی کافر نہیں ہوتا، اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح خوارج نے ابومجلز تابعی سے ان عمال حکومت (یعنی افسران) کے متعلق پوچھا جو ظالمانہ فیصلے کرتے ہیں یا کسی ظالم حکمران کا ساتھ دیتے ہیں کہ ہم انہیں اس آیت کے تحت کافر قرار دیدیں تو ابومجلز نے انکار کر دیا۔ اس بارے **میں محمود شاکر ؒ فرماتے ہیں:** اگر ان دلائل کی وجہ سے ہم تسلیم کر لیں کہ ''کفر دون کفر'' ہوتا ہے تو بھی یہ دلائل ہمارے زمانے کے ان لوگوں کیلئے کسی کام کے نہیں ہیں جو اللہ کے احکامات کو چھوڑ کر انگریز کے قوانین پر عمل کر رہے ہیں؛ مالی، عائلی اور فوجداری مقدمات میں مکمل طور پر اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ چکے ہیں اور نہ یہ دلائل ان لوگوں کیلئے مفید ہیں جو اپنے ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے بجائے انسانوں کا بنایا ہوا نظام نافذ کرتے ہیں؛ اس لئے کہ یہ عمل سراسر اعراض وانکار ہے اللہ کے دین سے اور اللہ کے دین پر کفار کے نظام کو ترجیح دینا ہے جو کہ صریح کفر ہے۔ ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کسی بھی اہل قبلہ کو شک

نہیں ہے۔ آج ہم جس موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں وہ ہے ’’اللہ کے احکام کو چھوڑنا اور غیر اللہ کے احکام کو کتاب اللہ و سنت سول اللہ ﷺ پر ترجیح دینا (عمدۃ التفسیر:4/75)۔

اسی طرح ڈاکٹر سفر الحوالی فرماتے ہیں:

’’لادین حکمران اللہ کے نازل کردہ دین کی بجائے نیا نظامِ حکومت، نئے قوانین بناتے ہیں، اس کو بے دینی کی زندگی گزارنا کہتے ہیں؛ یہی تو وہ نظامِ جاہلیت ہے (جسے ختم کرنے کے لئے اسلام کا ظہور ہوا تھا) جس کی اسلام کے ساتھ مطابقت ناممکن ہے، اسے دائرہ اسلام میں لانا کسی بھی صورت جائز نہیں‘‘اس لئے قرآن نے اس کی واضح تردید کی ہے:(**العلمانية. ص ٦٨١**)

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ﴾

(سورۃالمائدہ آیت: ۴۴)

’’جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے یا حکومت نہیں کرتے وہ کافر ہیں‘‘

شیخ عمر اشقر فرماتے ہیں:

’’شاید ابوعبید القاسم بن سلام کے اس قول کہ:’’اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق فیصلہ نہ کرنے سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا‘‘ کا مطلب یہ ہو کہ کسی قاضی یا حکمرانِ وقت کا کوئی ایسا وقتی فیصلہ جو اس نے اپنی خواہش یا ضرورت سے مغلوب ہو کر کیا ہو جبکہ بقیہ تمام فیصلوں میں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا پابند ہو، اسے آدمی اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ ان کے برعکس وہ لوگ جو مکمل طور پر کفار کے قوانین لاکر اسلامی ممالک میں نافذ کرتے ہیں یا کر چکے ہیں اور مسلم عوام کو مجبور کرتے ہیں کہ ان قوانین کو ہی تسلیم کریں، جو ان کی بات سے انکار کرتا ہے اُسے ہر قسم کی سزا دینے پر بھی یہ حکمران ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں جو انہیں اسلام کے نفاذ کی دعوت دیتے ہیں، انہیں بھی بدترین سزائیں دیتے ہیں، ایسے حکمرانوں کا اسلام سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾(سورۃالنسآء آیت: ٦٥)

’’(اے محمد ﷺ) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی ومتنازعہ

معاملات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کن اتھارٹی نہ تسلیم کرلیں اور پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دل میں کسی قسم کی خلش محسوس نہ کریں، اُس (فیصلے) کو مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔'' (العقیدة فی اللہ ص۲۹،۲۸)

نمبر4۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے:

﴿ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا﴾ (سورۃالکھف آیت: ۲۶)

اوراس (اللہ) کے حکم میں کسی کو شریک نہ کرو۔

علامہ شنقیطیؒ فرماتے ہیں:

''اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کے حکم میں کسی بھی قسم کے احکام کی آمیزش نہ کرے، حکم صرف اورصرف اللہ ہی کا تسلیم کرے۔ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی حکم، جو فیصلہ اللہ نے کردیا ہے اسے بغیر کسی ملاوٹ کے تسلیم کرنا ہے۔ اللہ کے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اس کے بنائے اور نازل کیئے ہوئے قوانین۔ جولوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کرتے ہیں، جو دراصل شیطانی قوانین ہیں جو اس نے اپنے متبعین کے ذریعہ بنوائے ہیں یہ سراسر اللہ کی شریعت کے مخالف ہیں ان کی تابعداری کرنے والے بلا شک وشبہ کافر ہیں، اللہ نے ان کی بصارت وبصیرت چھین لی ہے۔ یہ لوگ وحی الٰہی کے نور سے مکمل طور پر محروم ہیں (اضواءالبیان ص:4/82-83)

نمبر5۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ﴾ (سورۃیوسف آیت: ۴۰)

''حکومت صرف اللہ کا حق ہے، اس کا حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔''

شیخ محمد نعیم یاسین کہتے ہیں:

''اگر کسی نے شریعت اسلامی کے بارے میں یہ کہا کہ اب اس پر عمل نہیں ہوسکتا یا یہ شریعت زمانے کے ساتھ چلنے، آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتی یا اس قسم کی کوئی اور بات کی تو یہ شخص کافر ہے اس لئے کہ اُلوہیت کی صفات میں حکم، حکومت اور قانون سازی سب شامل ہیں جیسا کہ آیت ''اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ'' سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح عبودیت کی صفت یہ ہے کہ اطاعت کی جائے، احکامات کی پیروی کی جائے، اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی کام نہیں کرتا جو عبودیت کا لازمہ ہیں اور ان میں سے کوئی بھی عمل

غیر اللہ کیلئے جائز سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ عبادات ہیں اور عبادات غیر اللہ کیلئے جائز نہیں ہیں۔اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ کے علاوہ خود کو یا کسی دوسرے کو قانون سازی کا اہل سمجھتا ہو، اسے حلال وحرام قرار دینے کا مجاز سمجھتا ہو تو وہ کافر ہے۔حرام حلال سے مراد ہے جیسا کہ آج کل سودی معاملات، بے حیائی، بے پردگی وغیرہ کو بعض حکومتوں نے جائز قرار دیا ہے یا اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں ترامیم کو جائز سمجھے۔ یہ سب کام کفریہ ہیں، ان کا مرتکب اور اس مرتکب کو با اختیار سمجھنے والا دونوں کافر ہیں'' (الایمان ص 161)۔

نمبر 6۔ اللہ رب العزت کا فرمانِ ذی وقار ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (سورۃ الاحزاب آیت: ۳۶)

''کسی مومن مرد یا عورت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ حکم کریں، پھر اس میں یہ اپنا اختیار استعمال کریں جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ صریح گمراہی میں ہے۔''

علامہ نسفیؒ فرماتے ہیں:

''اگر اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی اس نیت سے کی جائے کہ نافرمانی کرنے والا اس حکم شریعت کو ردّ کر رہا ہو یا اس کے قبول کرنے سے انکاری ہو تو یہ نافرمانی کفر اور گمراہی ہے اور اگر ردّ کرنے یا قبولیت سے انکار نہ ہو، شریعت کے حکم کو مانتا ہو، اس کی سچائی کا معترف ہو، پھر نافرمانی کرے تو یہ گمراہی اور فسق شمار ہوتا ہے'' (تفسیر النسفی: 3/304)۔

نمبر 7۔ اللہ رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾

(سورۃ النسآء آیت: ۵۹)

''اگر تم لوگ آپس میں (حکمران وعوام) کسی بات میں اختلاف کر بیٹھو تو اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف (ان کے احکام) لوٹا دو۔ اگر تمہارا اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان ہو۔ یہ تمہارے لئے خیر کا باعث ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہترین ہوگا۔''

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو لوگ متنازعہ اُمور ومسائل میں فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق نہیں کرتے اور ان معاملات میں اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ لوگ نہ اللہ پر ایمان لانے میں سچے ہیں، نہ آخرت پر'' (تفسیر ابن کثیر: 1 / 568)۔

شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخؒ کہتے ہیں:

لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کو جو کہ دراصل شیطان کے نازل کردہ ہیں، محمد ﷺ پر نازل شدہ قوانین پر ترجیح دینا یا اس کے ہم پلہ سمجھنا واضح، صریح اور بڑا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر قوانین نازل ہی اس لئے کئے تھے کہ سارے جہاں میں انہیں نافذ کردیں، تمام متنازعہ اُمور کے فیصلے اس دین کے ذریعہ سے ہوں جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَأْوِيْلاً ﴾ (سورۃالنساء آیت: ۵۸)

''اگر کسی معاملہ میں تمہارا آپس میں تنازعہ واختلاف ہوجائے تو اسے اللہ ورسول ﷺ کی طرف لوٹا دو اگر اللہ وآخرت پر تمہارا ایمان ہو؟''

شیخ محمد بن ابراہیمؒ نے غیر اللہ کے احکامات کے تحت فیصلہ کرنے والوں کو اسلام سے خارج ثابت کرنے کی پانچ وجوہات لکھی ہیں۔ ان میں سے پانچویں وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اس میں شریعت سے دشمنی، احکام شریعت کی توہین، اللہ ورسول کی مخالفت، شرعی احکام کے مخالفین کی مدد ہوتی ہے اس مدد کی کئی شکلیں ہیں کہ براہ راست مدد یا تو بالواسطہ، یا انسانی وضع کردہ قوانین کو شرعی قوانین پر ترجیح دینا۔ وغیرہ یعنی ایسے کام کرنا جو ایک مسلمان پر لازم ہیں کہ وہ شریعت اسلامی کیلئے کرے وہ غیر اللہ کے قوانین کیلئے کرتا ہے۔ کچھ لوگ شریعت اسلامی کو یکسر ترک

نہیں کرتے مگر اس میں دیگر قوانین کی آمیزش و ملاوٹ کردیتے ہیں یہ بھی غیر شرعی قوانین کی مدد ہے آجکل اسلامی ممالک میں یہی صورت عام ہے ان کے دروازے ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلے ہیں لوگ جوق در جوق ان احکام و حکام کی طرف دوڑ رہے ہیں جہاں ان کے اُمور کے فیصلے خلاف کتاب وسنت ہو رہے ہیں لوگ انہیں تسلیم کررہے ہیں ان پر عمل کررہے ہیں حکام نے انہیں صحیح اور معتبر قابل اتباع سمجھ رکھا ہے انہیں اپنے ممالک میں نافذ کررکھا ہے تو اس سے بڑھکر کفر اور کیا ہوسکتا ہے؟ اور کونسا عمل وعقیدہ ہوگا جو ﴿لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ﴾ کی شہادت کے منافی ومعارض ہوگا؟ (رسالۃ تحکیم القوانین)

نمبر8۔ اللہ رب کائنات فرمایا ہے:

﴿انَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡ مِنِيۡنَ اِذَادُعُوۡآاِلَى اللهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡ لُوۡ ا سمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾

(سورۃ النور آیت:۵۱)

''مومنوں کو جب اللہ ورسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق فرماتے ہیں:

حکم شرعی کو رد کرنا کفر ہے۔ ہر مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ایمان کیلئے اللہ کی شریعت کو تسلیم کرنا اور اس کے احکامات کی پیروی کرنا لازم ہے یہی اسلام ہے یعنی تسلیم کرنا اللہ کے اوامر کی اطاعت کرنا ان کے سامنے جھکنا ہے اس مضمون کو بہت سی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً:

﴿انَّمَا كَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡ مِنِيۡنَ اِذَادُعُوۡآاِلَى اللهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ يَّقُوۡ لُوۡ ا سمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾ (سورۃ النور آیت:۵۱)

''مومنوں کو جب اللہ ورسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اسی طرح ارشاد عزوجل ہے۔

﴿ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾

(سورۃالنسآء آیت: ٦٥)

''اسی طرح شریعت کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کی مقرر کردہ سزائیں بھی تسلیم کر لی جائیں ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کیا جائے'' مثلاً:

چوری، زنا، قتل، شراب نوشی، رہزنی وغیرہ کی سزائیں اتنی مشہور ہیں اور یہ دین کا واضح حصہ ہیں اب کسی بھی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ ان سے بے خبر رہے جب یہ سزائیں اتنی مشہور ہیں کہ مسلمان کیلئے ان سے واقفیت ضروری ہے تو اب یہ بھی لازم ہے کہ کوئی مسلمان ان سے انکار نہ کرے انکی تکذیب نہ کرے انہیں رد نہ کرے اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو وہ کافر خارج عن الاسلام (اسلام سے خارج) شمار ہوگا یہ ایسی بات ہے کہ جس میں کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے

یعنی اس شخص کے کفر میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے جو اسلام کی مقرر کردہ سزاؤں کو جھٹلاتا ہے یا ان کو رد کرتا ہے وہ سزائیں جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں خاص کر اس خیال سے رد کرنا کہ یہ سزائیں اس دور میں نافذ نہیں ہوسکتیں یا یہ وحشیانہ وظالمانہ ہیں وغیرہ (الحدود الشرعیة)

نمبر 9۔ ربّ العرش کا فرمان ہے۔

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْ لَا کَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

(سورۃ الشوریٰ آیت:۲۱)

''کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے دین میں سے ایسی شریعت بنائی ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی''؟

امام شنقیطیؒ فرماتے ہیں:

اس طرح کے نظام کو نافذ کرنا (یعنی مخالف شریعت اسلامی نظام کو) معاشرتی مسائل، مالی وفوجداری معاملات میں یا ان کو عقلی و دینی لحاظ سے قابل نفاذ سمجھنا اللہ رب العالمین کا انکار ہے اور اس آسمانی نظام پر عدم اعتماد اور سرکشی ہے جو اللہ

رب العالمین نے زمین وآسمان سے قبل بنایا تھا اور وہی اللہ تمام مخلوق کی مصلحتوں سے واقف ہے دوسری کوئی شخصیت مخلوق میں ایسی نہیں ہے جو اللہ کی علمیت کے قریب پہنچ سکے لہٰذا اس کے ساتھ شریعت سازی میں بھی شریک نہیں ہوسکتی اسی لیے اللہ نے سوالیہ انداز میں فرمایا کہ:

﴿ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ﴾

(سورۃ الشوریٰ آیت:۲۱)

نمبر 10۔ اس بات پر اجماع ہوچکا ہے کہ جس نے اللہ کے حکم کو رد کر دیا اور اس پر کسی اور کے حکم کو مقدم رکھا وہ شخص کافر ہے ۔(أضواء البیان۴/ ۸۵)

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

جس نے وہ محکم شریعت چھوڑ دی جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے اور اپنے فیصلے دوسرے منسوخ شدہ شریعتوں کی طرف لے گیا تو وہ شخص کافر ہوگیا۔ جب منسوخ شدہ یہودیت ونصرانیت سے فیصلے کرانا کفر ہے تو اس شخص پر ہم کیوں نہ کفر کا فتویٰ لگائیں جو یاسق سے فیصلے کراتا ہے اور اسے اسلام پر مقدم رکھتا ہے جس نے بھی عمل کیا وہ بالاجماع کافر ہے۔(البدایہ والنہایہ119/12)

اسی طرح کا فتویٰ شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق کا گذر چکا ہے کہ ایسے شخص کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں جب کوئی انسان ایسی چیز کو حلال قرار دیدے جو بالاجماع حرام ہے یا بالاجماع حرام کو حلال قرار دیدے یا متفقہ شریعت کو تبدیل کردے تو وہ باتفاق فقہاء کافر ومرتد ہے۔ (مجموع الفتاوی268/3)

نمبر 11۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿ وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡهُمۡ اِنَّكُمۡ لَمُشۡرِكُوۡنَ ﴾ (سورۃ الانعام آیت:۱۲۱)

اگر تم نے ان کا کہا مان لیا تو تم مشرک ہوگے۔

سید قطبؒ فرماتے ہیں:

جو لوگ کسی بت پرست سے فیصلہ کرنا یا اسکا حکم ماننا تو شرک سمجھتے ہیں مگر اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور قانون کے مطابق فیصلے کو شرک نہیں سمجھتے اور پہلی صورت سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اسے غلط کہتے ہیں اور دوسرے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تو یہ لوگ شاید قرآنی تعلیمات اور دین اسلام کے مقاصد سے واقف نہیں انہیں چاہیئے کہ قرآن کی یہ

آیت پڑھیں۔

﴿ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴾ (سورۃ الانعام آیت:۱۲۱)

(فی ظلال القرآن) (ص۳/۱۲۱۶)

شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہیں:

جس نے بھی اللہ کی شریعت سے اپنے فیصلے کرانا چھوڑ دیا، یا کسی بھی قانون کو اللہ کی شریعت پر ترجیح دیدی یا اللہ کی شریعت کے ساتھ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو ملا دیا، برابر کر دیا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اس نے دین کا طوق اپنے گلے سے اتار دیا اور اپنے لئے یہ راستہ چن لیا کہ وہ کافر ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے۔(**العقیدہ واثرها فی بناء الجیل** ص116)

اس طرح دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ہم یہاں دو اہم مسئلوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

نمبر1۔ لوگوں کا انسانی قوانین کو اپنانا اور اس کے مخالفین کو سزائیں دینا (اگرچہ وہ مخالفین شریعت کے پابند ہوں؟) ایسا عمل ہے جو معصیت و نافرمانی سے بھی بڑھ کر ہے بلکہ یہ اللہ و رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف ہے۔

نمبر2۔ اللہ کی شریعت کی جگہ کوئی اور قانون لانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس قانون کو اللہ کی شریعت سے بہتر سمجھ لیا گیا ہے اور جب کسی انسانی قانون کو شریعت اسلامی پر ترجیح دیکر اسکے مطابق حکومت کی جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر اس قانون کو شریعت سے بہتر نہ سمجھے مگر اس پر فیصلے کرے تو یہ کفر ہے مگر بڑا کفر نہیں ہے۔

یہ بعض لوگوں کی رائے ہے مگر یہ غلط ہے اس لئے کہ شریعت اسلامی کو چھوڑ کر دوسرے قانون کو اپنانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسے شریعت سے بہتر سمجھ لیا گیا ہے لہٰذا یہ بھی کفر ہے۔

شیخ محمد الصالح العثیمینؒ کہتے ہیں:

جس نے اللہ کی شریعت کو حقیر و معمولی سمجھ کر اس کے مطابق حکومت نہیں چلائی یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دوسرے نظریات و قوانین اسلام کی بنسبت زیادہ مفید اور موجودہ دور کے موافق ہیں تو ایسا شخص کافر ہے دین اسلام سے خارج ہے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خلاف اسلام قوانین بناتے ہیں اور لوگوں کو ان پر عمل کی تاکید کرتے ہیں یہ لوگ شریعت کو چھوڑ کر خود اس لئے قوانین بناتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شریعت سے زیادہ مفید اور حالات کے لئے موزوں ہیں یہ ہم اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ تب اپناتا ہے

جب وہ اسے پہلے والے سے بہتر نظر آتا ہو یا پہلے والے میں کو نقص یا سقم نظر آیا ہو۔

(المجموع الثمين ص1 / 61)

امام جوینیؒ گناہوں کو جائز سمجھنے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

یہ مسلک ان لوگوں کے مذہب کے کتنا قریب ہے جو چاہتے ہیں کہ مرے ہوئے بادشاہوں اور حکمرانوں کے طریقوں سے اخذ کر کے بہترین دین بنالیں جو شخص اس کام میں ملوث ہوا وہ اسلام کے دائرہ سے اس طرح خارج ہو گیا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ (غياث الامم۔ص222)

شیخ سلیمان العودہ فرماتے ہیں:

بعض جماعتیں اور فرقے ایسے واضح وصریح کفر پر متفق ہو جاتے ہیں کہ جس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں ہوتا جیسا کہ قومیت اور وطنیت کی بنیاد پر افراد میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے والی جماعتیں اور پارٹیاں یہ لوگ وطن یا قومیت کو سب کچھ سمجھتے ہیں ایمانی رشتہ اور دینی بھائی چارہ کا انکار کرتے ہیں ان کے خیال میں کمیونزم یا سوشلزم ہی انسانوں کو بہترین نظام زندگی دے سکتا ہے اللہ کے قانون وشریعت کو اس لائق نہیں سمجھتے۔(صفة الغرباء۔ص64)

ان اقتباسات ودلائل سے ہر قلب سلیم کا حامل یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ جو حکام شریعت اسلامی کی جگہ کوئی اور قانون نافذ کرتے ہیں وہ لوگ صریح کافر ہیں ملت اسلامی سے خارج ہیں۔

نمبر2۔ اللہ کے نازل کردہ دین کو چھوڑ کر دوسرے قوانین کے مطابق حکومت کرنے والوں فیصلے کرنے والوں کے خلاف قتال کے وجوب کے دلائل۔

ایسے حکمرانوں کے خلاف جہاد کا وجوب کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع سلف سے ثابت ہے

کتاب اللہ سے دلیل۔

﴿ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

(سورة الانعام آيت: ٣٩)

''ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا ہو جائے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

جب کچھ دین اللہ کا ہو اور کچھ غیر اللہ کا تو حکمرانوں سے قتال واجب ہو جاتا ہے جب تک کہ دین مکمل طور پر اللہ کا نہ ہو جائے۔

سنت سے دلیل۔

صحیحین میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں۔

''ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے اطاعت کریں گے چاہے سخت حالات ہوں یا سازگار خوشی ہو یا غمی، ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کئے جائیں) پھر بھی اور ہم اہل حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں سوائے اس صورت کے کہ ان سے ایسا واضح کفر سرزد ہو جائے جس کے کفر ہونے پر اللہ کے دین میں صریح دلیل موجود ہو۔''

(بخاری مسلم کے علاوہ احمد بیہقی وغیرہ نے بھی اس کو مختلف ابواب وعنوانات کے تحت روایت کیا ہے)۔

اجماع سے دلیل۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حکمران جن سے کفریہ افعال کا ظہور ہو ہر مسلم پر فرض ہو جاتا ہے کہ اس بارے میں اپنی ذمہ داری نبھانے کیلئے اٹھ کھڑا ہو جس میں طاقت وقوت ہوگی اسے ثواب ملے گا جو طاقت کے باوجود سستی کریگا اسے گناہ ملے گا اور جس کی طاقت نہ ہو اسے چاہیئے کہ ایسے ملک سے ہجرت کرلے اس پر اجماع ہے۔

(فتح الباری۔123/13)

ابن ابطالؒ کہتے ہیں:

فقہاء نے ایسے حکمران کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جس کی برائیاں اچھائیوں سے زیادہ ہوں اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لئے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا اس کی دلیل یہ مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر روایات ہیں البتہ وہ حکمران اس سے مستثنیٰ ہیں جو ایسے کفریہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو یعنی صریح کفر کریں تو انکی اطاعت جائز نہیں ہے بلکہ طاقت و قدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے۔(فتح الباری ص 8/13)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جب کوئی گروہ (حکمرانوں کا) اسلام کے ظاہری اور متواتر چلے آنیوالی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہوجائیں اور ان سے قتال کرنا واجب ہوجاتا ہے۔(مجموع الفتاوی۔540/28)

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی احکام کے پاس لے جاتے ہیں کہتے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ لوگ اللہ اور اسکی شریعت کے منکر ہیں وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانی دیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ آدم f سے لیکر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے منکر ہیں ان کے خلاف جہاد لازم ہوگیا ہے جب تک کہ یہ اسلام کے احکام قبول نہ کریں اور ان پر یقین نہ کرلیں اور اپنے باہمی معاملات کے تصفیے شریعت مطہرہ کے مطابق نہ کریں اور ان تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑ نہ دیں جن میں یہ ملوث ہیں۔(**الدواء العاجل**۔ص34)

شیخ ولی اللہ الدھلویؒ فرماتے ہیں:

اگر کوئی ایسا شخص حکمران بن جائے جس میں تمام شروط مکمل طور پر نہیں پائی جاتیں تو اسکی مخالفت میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے اس لئے کہ اس مخالفت سے ملک میں لڑائی جھگڑے فسادات پیدا ہوں گے جو کہ ملک وقوم کے مصلحت کے خلاف ہے بلکہ بہت زیادہ بگاڑ کا سبب بنیں گے لیکن اگر حکمران نے کسی اہم دینی امر کی مخالفت کی تو اس کے خلاف قتال جائز ہوگا بلکہ واجب ہوگا۔ اس لئے کہ اب اس نے اپنی افادیت ختم کردی ہے اور قوم کے لئے مزید فساد و بگاڑ کا سبب بن رہا لہٰذا اس کے خلاف قتال جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گا (حجۃ اللہ البالغہ:399/2)

دلائل کے اس مجموعے اور اہل علم کے مذکورہ اقوال سے دو باتیں واضح ہوجاتی ہیں۔

۱۔ ہمارا سیاسی نظام اور اس کی شرعی حیثیت۔

۲۔ سیاست کے بارے میں اللہ ورسول کے احکام کیا ہیں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟ اسلام میں سیاسی نظام کے اصول وقواعد بڑے واضح ہیں اگر اسلام کے دشمن اس کا انکار نہ کریں اور مسلمانوں کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر ان کے ذہن میں یہ بات نہ بٹھادیں کہ اسلام میں سیاست کا کوئی دخل نہیں یا سیاست سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے اسلام دشمن مسلمانوں کو اس لئے یہ باور کرانا چاہتے ہیں تا کہ وہ سیاست سے دور رہیں اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے یکسر غافل ہوجائیں اور مسلمانوں کی سیاست مکمل طور پر لادین طبقہ کے ہاتھ میں رہے۔ جاہلیت کے چہرے سے نقاب

الٹنا ضروری ہے۔

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں:

اس دین کے دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں جو کہ اپنے وسیع تجربے، مہارت اور معلومات کی بناپر مسلمانوں کی جدید اسلامی تحریکوں کو شکار کرنا چاہتے ہیں، ان پر اسلامی تاریخ کو مسخ کرکے اور انسانی نفسیات کے ذریعہ سے حملہ آور ہورہے ہیں۔ان کی مکمل کوشش وخواہش ہے کہ یہ اسلام کے نام پر دھوکہ دینے والی جماعتیں میدانِ عمل میں لے آئیں جو روئے زمین پر اپنی آراء، افکار، طور طریقوں، تجربات ومشاہدات کے ذریعے سے صحیح اسلامی تحریکوں کو میدانِ عمل سے ہٹادیں، مسلمانوں سے انھیں دور کر دیں اور اپنی بنائی ہوئی جعلی تنظیموں اور جماعتوں کے ذریعے سے مسلمانوں میں حقیقی جاہلیت کو رواج دے سکیں اور صحیح اسلامی تحریکوں کو مفلوج کرسکیں اس طرح یہ جعلی جماعتیں وتنظیمیں مسلمانوں کی صحیح سمت میں پیش قدمی کی راہ میں رکاوٹیں بھی پیدا کرتی ہیں۔لہٰذا دین اسلام کے داعیوں اور مبلغین کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ایسی جعلی تنظیموں کو علمی یا تجربہ کار و ماہر سمجھنے کے بجائے انھیں خالص تنظیمیں ہی سمجھیں جن کا مشن ہی مسلمانوں میں جدید جاہلیت پھیلانا اور اسلام کی بیخ کنی کرنا ہے۔اسی طرح عام مسلمانوں کو ان تنظیموں کی دھوکہ دہی سے بچانے کیلئے ان کی جاہلیت پر پڑے ہوئے تہ بہ تہ پردے ہٹادینے چاہئیں اوران کا کفروشرک سامنے لانا چاہیئے۔لوگوں کے سامنے ان کی حقیقی تصویر اوران کا اصل مقصد ومشن لانا چاہیئے اسی طرح عام مسلمانوں کو ان صحیح اور مخلص تنظیموں سے بھی آگاہ کرنا چاہیئے جو حقیقت میں اسلام کی خدمت وتبلیغ میں مصروف ہیں اور ساتھ ساتھ ان اسلام دشمنوں کے مقابلہ میں بھی کھڑی ہیں۔یہ سب سے پہلا قدم ہوگا اسلامی تحریکوں کی احیاء اور تمام دنیا میں انہیں پھیلانے کیلئے اور اسلام دشمنوں سے دین اور اہل دین کو محفوظ رکھنے کا بھی یہ پہلا ذریعہ ہوگا۔

(فی ظلال القرآن 3/1650-1648)

اللہ سید قطب پر اپنی رحمتوں کی مینہ برسائے کہ انہوں نے مرض اوراسکا علاج دونوں بتادیئے اوردین اسلام کی ترقی، ترویج اور وسعت کیلئے پہلا قدم اٹھانے کا طریقہ بھی بتادیا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

(سورۃ الانعام آیت:۵۵)

''اس طرح ہم آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں تا کہ مجرمین کی روش واضح ہو کر سامنے آ جائے۔''

اختتامیہ :

ہم نے اپنے طور پر اپنی رائے مدلل و براہین کے ساتھ واضح کردی ہے، اپنی بات کو سمجھانے کے لئے تمام تر دلائل قرآن، سنت رسول ﷺ اور سلف صالحین کی فراست، ائمہ دین کی فہم اور طریقوں سے بیان کر دیا۔ اب تو وہی بات ہمارے دل میں ہے اور وردِ زباں پر بھی جو اہل خندق نے کی تھی کہ

((نحن الذین بایعوا محمدا　　علی الجھاد ما بقینا ابدا))

(بخاری ، نسائی)

''ہم تو وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے جہاد جاری رکھیں گے۔ (ان شاءاللہ)''

اہل حق و باطل میں معرکہ عنقریب ہونے والا ہے لہٰذا اہل حق کا فرض ہے کہ اپنے ہتھیاروں سے لیس ہوں اور دشمنان دین کے خلاف اللہ سے مدد و استقامت طلب کریں دشمن مرتدین کی شکل میں سامنے ہے اور ان کی پشت پر یہود نصاریٰ اور لادین طبقات ہیں جنہوں نے خود کو علم و عمل سے مسلح کر رکھا ہے اب مسلمانوں سے یہی التجا ہے کہ مسلمان بھائیو، بیٹو، جوانو، موت کی طرف بڑھو زندگی خود بخود تمہارے قدم چومے گی اللہ کا یہ فرمان یاد رکھو۔

﴿اَلَمْ تَرَاِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت:۲۴۳)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور موت کے خوف سے گھروں سے نکل گئے۔ اللہ نے ان سے فرمایا کہ مرجاؤ۔ پھر انہیں زندگی دی؟

اللہ کا ارشاد بھی یاد رکھو۔

﴿قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَکُمُ الْفِرَارُاِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِالْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلاً﴾ (سورۃ الاحزاب آیت:۱۶)

(اے محمد ﷺ) ان سے کہہ دیجئے اگر تم موت سے فرار ہو گئے تو یہ بھاگنا تمہیں کبھی بھی فائدہ نہ دے گا

ایسی صورت میں تم بہت ہی کم فائدہ اٹھا سکو گے۔

اللہ سے دعا ہے کہ۔

﴿ربنا لا ترغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة إنك أنت الوهاب﴾

اے ہمارے پروردگار ہدایت دینے کے بعد اب ہمارے دلوں کو (گمراہی کی طرف) مت موڑنا ہمیں اپنی رحمت عطا فرما تو بن مانگے دینے والا ہے۔

الحكام العلمانيون

لادین حکمرانوں

کے بارے میں شرعی حکم قرآن و سنت

أبی المنذر السّاعدی

مکتبہ
شیخ علامہ البانیؒ